Al-Qalam القلم
p-ISSN: 2071-8683, e-ISSN: 2707-0077
Volume:27, Issue:2, 2022, pp. 109-138

مسلم قیادت پر عیسائی مشنری تحریک کے اثرات اور ان کا تدارک: سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں

Impacts of Christian Missionary Movement on Muslim Leadership: An Analytical Study in the Light of Prophetic (PBUH) Preaching.

Muhammad Sarwar
Phd Scholar, Institute of Islamic Studies, University of the Punjab, Lahore, Pakistan.
Email: sarwarmuhammad324@gmail.com
Muhammad Zahid Zaheer Iqbal
Lecturer, Department of Hadith, the Islamia University of Bahawalpur, Pakistan.
Email: mzahidzaheer@gmail.com

KEYWORDS
Leadership, Missionary Movement, Cairo Conference, Missionary Conferences, Prophets (PBUT), Crusades, Preaching.

Date of Publication: 26-12-2022

ABSTRACT

Christian Missionary Movement has been remained influential in Muslim World since 17th century. It was the major objective of the Movement to convert Muslims to Christianity. At least, there prime focus has been remained on the conversion or make Muslim Leadership flexible for Christianity. Astonishing, Crusades provided foundations but 20th century was peak time of Missionary Movement. Elucidatory, in 1909 first Missionary Conference held in Cairo which boasted their activities in Muslim World. In this regard, a number of Muslim Leaders betrayed Muslims in Spain, Arab World and the Sub Continent by accompanying and serving for Missionaries. Contrary, the Preaching Method of Prophets (PBUT) was also to convert leaders and chiefs of tribes because the followers follow them blindly. So, whenever leaders accepted message of the Prophets (PBUT), the whole tribe immediately accepted the message. Inversely, whenever leaders and chiefs denied the message, Prophets (PBUT) had not succeeded much by inviting people to Allah Almighty. Thus, in this article the influences of Missionary Movement on Muslim Leadership will be analyzed in the light Prophetic style of preaching.

موضوع کا تعارف

کسی قوم کی فکری، معاشی، سیاسی، معاشرتی اور اخلاقی تربیت و ترقی کا انحصار اس کی قیادت Leadership پر ہوتا ہے۔ اقوام عالم کی تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ قوموں کے عروج وزوال میں ان کی قیادت کا بنیادی اور مرکزی کردار آتا ہے۔[1] قومیں دنیا میں عظیم مقام، عزت، امن وسکون قیادت کی ہی وجہ سے حاصل کرتی ہیں۔ اور قیادت کے فقدان سے قومیں ذلت ورسوائی، ظلم وستم، غربت وافلاس، جہالت وبے بسی اور ہر طرح کی معاشرتی ابتری کا شکار ہوتی ہیں۔ زیر نظر مقالہ میں ایک تو اس بات کا جائزہ لیا جائے گا کہ انبیاء کرامؑ کی دعوتی حکمت عملی میں زمانے کی قیادت کو کیسے خطاب کیا گیا، قیادت نے ان کی دعوت کو کس نظر سے دیکھا اور مثبت و منفی جواب کے کیا نتائج نکلے؟ نیز اس بات کا جائزہ بھی ضروری ہے کہ موجودہ قیادت پر عیسائی مشنری تحریک Christian Missionaries Movement کے کیا اثرات مرتب ہوئے ہیں؟ ان کے اسباب کیا ہیں اور ان کو زائل کرنے کا کیا طریقہ ہے؟ تاکہ مخلوق خدا انبیائے کرامؑ کی دعوتی حکمت عملی سے فائدہ اٹھا سکیں۔

قیادت Leadership کا مفہوم

قیادت عربی زبان کا لفظ قاد یقود سے مصدر ہے جن کے متعدد معانی آتے ہیں جیسے رہبری کرنا،[2] رہنمائی کرنا، گھوڑے کو لگام سے پکڑ کرلے جانا[3]، سربراہی کرنا، فوج کا سردار، حاکم وغیرہ[4]۔ قرآن حکیم میں لفظ قیادت کے کئی مترادفات استعمال ہوئے ہیں جیسے خلافۃ، ملک، امارت، سلطان، نقیب، امام، الملاء وغیرہ[5] جبکہ قیادت کے مترادف الفاظ سیادت، سالاری اور امامت استعمال ہوئے ہیں۔ اصطلاحی طور پر قائد / لیڈر کی کوئی متفقہ تعریف نہیں ہے۔ جتنی بھی تعریفیں ہیں وہ دراصل قائد کی مختلف صفات کا مجموعہ ہے اس لیے ضروری ہے کہ قائد کی خصوصیات کو ذکر کیا جائے جس سے اس کی تعریف واضح ہو جائے گی۔ قائد کے لیے ضروری ہے کہ اس کا نصب العین کا تعین، احساس حقیقت، ذمہ داری کی قبولیت، دیانتداری، مقاصد کی وضاحت انصاف پسندی راست بازی، وفاداری، ہمت وحوصلہ، قوت فیصلہ، برداشت، علم و عمل میں مطابقت، ذات پر اعتماد، بصیرت، مثبت سوچ، ویژن، منتظم، نمونہ و مثال، علم ودانش، حقائق پر نظر، حقیقت پسندی، وسیع النظر، ذات پر کنٹرول، بحث ومباحثہ کی صلاحیت، تمیز، کردار کی مضبوطی، عملیت پسندی اور دیگر تمام عمدہ اخلاقی اقدار اور رویوں کا حامل ہونا۔

عیسائی مشنری تحریک تعارف

عیسائی مشنری دینی، سیاسی اور استعماری تحریک ہے جو تیرہویں صدی عیسوی میں صلیبی جنگوں میں شکست کے بعد وجود میں آئی جس کا مقصد دنیا کی مختلف قوموں خصوصا مسلمانوں میں عیسائی مذہب کی تبلیغ و اشاعت کے ذریعے پوری دنیا پر کنٹرول اور غلبہ حاصل کرنا قرار پایا۔ اسی وجہ سے مغربی سامراج نے عیسائیت کی تبلیغ و اشاعت کی ہمت افزائی کی، مشنریوں کو ہر ممکن سہولت بہم پہنچائی، اور ان کو بہت سے اختیارات دیدیے تاکہ وہ آسانی کے ساتھ مقامی عقائد اور قومی ووطنی تہذیب وثقافت کے خلاف اپنی سرگرمیاں جاری رکھ سکیں۔

عیسائی مشنری تحریک کا تاریخی پس منظر

ریمن لل پہلا شخص ہے جس نے صلیبی جنگوں میں شکست کے بعد عیسائی مشنری کی داغ بیل ڈالی، ریمن نے بڑی جدوجہد سے عربی زبان سیکھی، اس کے بعد شام کے مختلف علاقوں میں مسلم علماء سے مباحثے اور مناظرے کر تا رہا ۔ پیٹر ہیلنگ Peter Hollings نے افریقہ کے ساحلی علاقوں میں کام کیا، اور مسلمانوں کے اندر رہ کر نصرانیت کی تبلیغ کی۔ ہارون ژوپڑی نے 1664ء میں عیسائی مشنری کی تعلیم کے لیے ایک کالج قائم کیا۔ یہ ادارہ حقیقت میں مشنری سرگرمیوں کا مرکز تھا، یہاں عیسائی مبلغین کو تیار کیا جاتا، اور پھر انہیں مختلف علاقوں میں بھیج دیا جاتا۔ اٹھارویں صدی کے اواخر اور انیسویں صدی کے اوائل میں مسٹر کاری سرگرم مشنری کی حیثیت سے منظر پر آیا جس نے مشنری مشن کو مزید تقویت پہنچائی اور اس کے کاز کو منظم کیا۔ 1855ء میں نوجوان نسل میں نصرانیت کو فروغ دینے کے لیے شام میں ایک انجمن قائم ہوئی جس میں امریکہ اور برطانیہ کے عیسائی نوجوان شریک ہوئے ۔ عیسائی مشنری نے اسلامی ملکوں میں تعلیمی اور رفاہی ادارے قائم کرنے کی اسکیم تیار کی تاکہ ان اداروں کے ذریعہ آنے والی نسلوں کو باآسانی شکار کیا جاسکے، سب سے پہلے یہ رائے ڈینیل بس Danial Bliss اور ڈاکٹر ولیم نامس Wiliam Tomsoc نے دی تھی، ان دونوں نے 1861ء میں مسلم ملکوں میں تعلیمی ادارے اور اسکول قائم کرنے کے بارے میں غور و خوض کیا تاکہ بیک وقت خود مسلمانوں میں سے عیسائیت کے مبلغ اور داعی تیار کیے جاسکیں اور بڑی تعداد میں لوگوں کو متاثر بھی کیا جاسکے۔ ان دونوں کا اس بات پر اصرار تھا کہ ان اسکولوں اور کالجوں میں تمام اساتذہ عیسائی مشنری ہی رکھے جائیں چنانچہ ان کی تجویز اور رائے کے مطابق ترکی، شام، مصر، لبنان، الجزائر اور عراق میں علمی ادارے اور اسکول کھولے گئے، اور ان اداروں کی طرف لوگوں کا زبردست رجحان ہوا، عیسائی مشنری کی زیادہ تر توجہ بڑے گھرانوں اور اعلی طبقے کی طرف تھی اس لیے کہ ملک کے حکمران اور رہنما انہیں گھرانوں میں تیار ہوتے ہیں۔ صموئیل زویمر بحرین میں مشنری کاز کا صدر تھا، بعد میں شرق اوسط میں سرگرم عمل عیسائی مشنریوں کا صدر منتخب ہوا۔ صموئیل زویمر نے 1911ء میں انگریزی رسالہ العالم الاسلامی جاری کیا، جس نے اسلام اور مسلمانوں کی گمراہ کن تصویر پیش کی۔[6]

عیسائی مشنریز کا طریقہ کار

مشنریوں نے نصرانیت کے فروغ و اشاعت میں تعلیم کو بڑی اہمیت دی اور مسلم نوجوانوں کے ذہن و دماغ اور قلب و نظر کو تعلیم کے ذریعہ بدلنے کو اپنا بنیادی اصول بنایا۔ زویمر نے 1923ء میں ہونے والی مشنری کانفرنس میں اپنی رپورٹ پیش کرتے کہا تھا: "یہ ضروری ہے کہ ہر میدان میں ساری توجہ مسلمانوں کی نئی نسل پر دی جائے تاکہ ان کا احاطہ کیا جاسکے، اور براہ راست اس سے رابطہ قائم رہے، اس لیے کہ نئی نسل میں اسلامی روح کی روشنی بچپن ہی سے شروع ہو جاتی ہے، لہذا اس کو پیش نظر رکھتے ہوئے مسلمانوں کی چھوٹی نسل کا شعور پختہ ہونے سے پہلے اس پر بھرپور توجہ دی جائے"۔ علاوہ ازیں، امریکی مشنری Tackle کہتا ہے کہ ضروری ہے کہ ہم اسکول قائم کرنے کی ہمت افزائی کریں، خصوصا مغربی تعلیم پر بھار ہیں، کیونکہ بہت سے مسلمان ایسے ہیں کہ صرف انگریزی زبان سیکھنے

سے ان کا ایمان واعتقاد کمزور پڑ گیا، اس لیے کہ ہمارے نصاب کی کتابیں پڑھنے کے بعد کسی مذہبی مقدس کتاب پر ایمان رکھنا آسان نہیں رہتا[7] "

عیسائی مشنری کی اہم کانفرنسیں

عیسائی مشنریاں سال بھر کی سرگرمیوں اور کارگزاریوں کا جائزہ لینے اور اس کی روشنی میں آئندہ کی حکمت عملی اختیار کرنے کے لیے عالمی سطح پر کانفرنسیں منعقد کرتی ہیں، جن میں دنیا کے مختلف حصوں سے آئے ہوئے نمائندے اپنے اپنے دائرہ کے علاقوں میں نصرانیت کی اشاعت تبلیغ کی پیش رفت کے متعلق رپورٹیں پیش کرتے ہیں، طویل تجربہ رکھنے والے مشنری پوری دنیامیں نصرانیت کی اشاعت وترویج کے نئے نئے منصوبے پیش کرتے ہیں۔ سب سے پہلی کانفرنس قاہرہ میں 1909ء میں منعقد ہوئی، اس کا کنویز صموئیل زویمر تھا، اس میں تمام پروٹسٹنٹ عیسائی مشنریاں شریک ہوئیں، اس کا مرکزی موضوع یہ تھا کہ مسلمانوں کے اندر انجیل کس طرح عام کی جائے۔ 1911ء میں لکھنؤ، 1912ء میں بیروت اور 1974ء میں سوئٹزرلینڈ میں کانفرنس منعقد ہوتی رہیں۔[8]

عیسائی مشنری کے اہم مراکز

عیسائی مشنری کے اہم ترین وسائل میں تعلیم، طب، امداد، اور رفاہی خدمات ہیں مشنری جس علاقے میں جاتے ہیں وہاں سب سے پہلے تعلیمی ادارے اسکول اور ابتدائی تعلیمی مراکز قائم کرتے ہیں انکے بہت سے مشہور ادرے ہیں جیسے استنبول کا رابرٹ کالج، بیروت کی امریکن یونیورسٹی، لبنان کا جیرارڈ کالج قابل ذکر ہیں۔ پوری دنیا میں عیسائی مشنری کے اٹھارہ سو (1800) ریڈیو اور ٹی وی اسٹیشن قائم ہیں۔ کلیسا سے وابستہ مشنریوں کے پاس تقریبا تیس لاکھ کمپیوٹر ہیں اور چار ہزار نیوز ایجنسیاں ہیں۔[9]

عیسائی مشنری تحریک کی دعوتی حکمت عملی

کینتھ سکاٹLatourette, Kenneth Scottکے مطابق کیتھولک چرچ نے اس تحریک کا آغاز کیا جس کے لیے انہوں نے یورپی تاجروں کی مدد حاصل کی۔ یورپی تاجر ایشیاء، افریقہ اور دیگر براعظموں میں جاتے تو ان مشنری مبلغین کو ساتھ لے جاتے جہاں یہ اپنے مخصوص انداز سے عیسائیت کی تبلیغ کرتے۔ اس تحریک کی کامیابی کا ایک راز ان کی معاشی آسودگی بھی ہے جس کی وجہ سے وہ یکسو ہو کر عیسائیت کی تبلیغ کرتے۔ مالی تعاون کے لیے نہ صرف تاجر خطیر رقم کی امداد فراہم کرتے بلکہ حکومت کی طرف سے وظائف اور جاگیریں بھی ہبہ کی جاتیں۔ اس تحریک کی پشت پہ بیک وقت برطانوی استعماری سرکار اور بڑے بڑے یورپی تاجر تھے جس کی وجہ سے وسیع پیمانے پر تبلیغی مشن کا کام کیا۔ اس تحریک کی دعوتی حکمت عملی کے دو پہلو ہیں۔ ایک باقاعدہ تعلیمی اداروں کے ذریعے اور دوسرا بے قاعدہ مگر منظم ترتیب سے مختلف شعبہ جات میں عیسائیت کا پرچار کرنا۔ بچوں کو ابتداء سے ہی ایسی کتابیں پڑھانا اور ایساماحول فراہم کرنا جس سے اگر عیسائی نہ بن سکیں تو کم از کم اپنے آبائی دین پر بھی پختہ نہ رہ سکیں۔ اس مقصد کے لیے انہوں دیگر ممالک کی طرح ہندوستان میں بھی کئی تعلیمی درسگاہیں تعمیر کرائیں[10] جہاں ایک منظم منصوبہ کے تحت بچوں کو عیسائی بنایا جاتا تھا۔ اس کام کے لیے انہوں نے عورت کو بھی استعمال کیا۔[11]

علاوہ ازیں، اس تحریک نے علاقوں کے معززین، مالدار، سرمایہ دار، جاگیر دار، نواب اور بااثر لوگوں کو مائل کرنے کا بھی انتظام کیا تھا کہ سرکار اور تاجر برادری سے سفارش کرواکر ان کو بڑے عہدے دلوادیتے۔ یہی وہ بااثر طبقہ ہے جس نے نہ صرف عیسائی مشنری مبلغین کا کام آسان کر دیا بلکہ انگریز سرکار کے لیے اس خطہ میں بہترین خادم، نوکر، سہولت کار، اور فوج مہیا کرنے والے بنے۔ یہی وہ قیادت اور بااثر طبقہ اور ان کے خاندان واولاد ہیں جنہوں نے تقسیم ہند سے پہلے بھی انگریز کی وفاداری کی ہے اور آج بھی انگریز کے آلہ کار بنے ہوئے ہیں۔ اسلامی دنیامیں انتشار وافتراق کا یہ سارا کریڈٹ مشنریز کے تربیت یافتہ طبقے ہی کا ہے جو اس خطے میں مغربیت اور جدیدیت کے غلبہ کے لیے مسلسل کوشاں رہتے ہیں۔[12]

مسلم قیادت پر عیسائی مشنری تحریک کی دعوت کے اثرات

عیسائی مشنریز کی دعوتی حکمت عملی چند بنیادی اصولوں پر مشتمل ہے۔ ان کی تمام سرگرمیاں انہی اصولوں کے گرد گھومتی ہیں۔ گزشتہ صفحات میں ان کا تذکرہ ہو چکا ہے۔ ان کے اصولوں میں ایک اہم ترین چیز مسلم امۃ کی قیادت کو نبوی تعلیمات کی روشنی میں ملنے والی حقیقی اور اصلی سوچ وفکر سے بے راہ de-track کرکے اپنے زیر اثر لانا ہے۔ یہ مشنریز اپنی کاوشوں میں عام طور پر کامیاب رہتے ہیں۔[13] اور ان کی کاوشوں کے نتیجہ میں مسلم قیادت اور بہت عوام میں عقل پرستی، تجدد پسندی، آزاد ذہنی، لادینیت، الحاد، تشکیک، آزادی اظہار رائے کا احساس، دین کی طے کردہ حدود سے تجاوز کرتی وسعت خیالی، فکر و نظر میں تقلید مغرب، غیرت و حمیت ایمانی میں کمزوری، یک مذہبی رجحانات، یہودیت و نصرانیت سے عدم تنفر، وسیع المشربی کا ذوق، اسلام کی دقیانوسی کا تصور، معاصر تمدنی، تہذیبی، معاشرتی، سیاسی، معاشی سرگرمیوں میں اسلام کی تعلیمات کے فقدان و کمزوری کا تصور، روحانیت کی عدم ضرورت کا خیال، اسلامی طرز حیات سے نفرت، اسلامی اقدار سے بغاوت، تفرقہ بازی، بلند وعالی خیالی کے بجائے محدود سوچ و فکر کا جذبہ، ارتداد، بے مقصد بحث ومباحثہ،[14] لسانی، گروہی، جغرافیائی عصبیت، معاشرت و تمدن میں تقلید مغرب، تحقیق وجستجو میں تقلید مغرب، زبان وبیان، تحریر وتقریر میں تقلید مغرب، تحقیق وایجادات میں مرعوبیت، عالی حوصلگی اور بلند ہمتی کا فقدان، احساس کمتری میں مبتلا، یہاں تک کہ اصول قیادت، حکمران، جہان بانی وفیصلہ سازی، پالیسی سازی وانتظامی طریقہ کار، عدل وانصاف اور سیاست، تعلیم و تعلیم گاہوں، کھیل کود کے میدان، آرٹ و فائن آرٹ کے عنوانات وغیرہ سب میں ان عیسائی مشنریز کے نہ صرف اثرات ہیں بلکہ ان کے طور طریقوں کی جامد تقلید و پیروی ہے۔ اور ان مقاصد کے حصول کے لیے مشنریز بے پناہ فکری اور افرادی قوت کے ساتھ ساتھ غیر معمولی مقدار میں مال ودولت کو صرف کرتے ہیں۔[15]

انبیائے کرامؑ کی عمومی دعوتی حکمت عملی

دین وشریعت کی دعوت میں بنیادی طور پر دو حصے ہیں۔ ایک داعی اور دوسرا جس کو دعوت دی جارہی ہے۔ دعوت کے مثبت اور مفید اثرات کا حصول داعی کی ذات اور اس کی دعوتی حکمت عملی پر ہے۔ تمام انبیاء کرام اپنی ذات کے لحاظ سے ہر طرح کی شک وشبہ سے پاک اور مسلم شخصیات تھیں۔ شدید مخالفین نے بھی کبھی سوائے بے بنیاد اور غیر حقیقی الزامات (مثلاً جادوگر، کاہن، مجنون) کے کوئی اعتراض نہیں کیا بلکہ ان کے صادق وامین ہونے کی خود

گواہی دہ ہے[16] البتہ یہاں اس بات کی تفصیل جاننا ضروری ہے کہ ان مقدس ہستیوں کی دعوت میں کیا حکمت عملی اور اصول رہے ہیں؟ ایک مشترکہ آیت مذکور ہے جس میں دعوت دین کے تین اصول، حکمت، موعظہ حسنہ اور مجالہ حسنہ، ذکر ہوئے ہیں۔

ادع الی سبیل ربک بالحکمة[17]

1. ان کی دعوت کا ایک اہم اصول تدریج کا تھا۔[18]
2. تسہیل و آسانی اور اعلیٰ وژن بھی مشترکہ اصول دعوت تھا[19]
3. عدم حرج بھی مشترکہ اصول دعوت تھا[20]
4. شدت اور جبر سے اجتناب[21]
5. مخاطب کی ذہنی استعداد، میلانات، رجحانات، پسند و ناپسند اور خاندانوں و علاقوں کے پس منظر کو مد نظر رکھنا۔[22]
6. عالم، جاہل، ان پڑھ، دیہاتی، صاحب حیثیت، عامی شخص سے گفتگو کرنے کے انداز مختلف اور ان کی ذہنی سطح کے مطابق ہونا۔[23]
7. نرمی، محبت اور رفق[24]
8. مختصر مگر مدلل کلام ہو[25]
9. ایک اہم اصول ترغیب وترہیب ہے۔ خوش خبری اور بشارت قلوب کو حق کی طرف متوجہ کرنا ہے۔[26]
10. مخاطب کے مقام و مرتبہ اور ذہنی سطح کے مطابق دعوتی کام بھی ایک اہم اصول اور طریقہ ہے۔[27]

انبیاءؑ کی دعوت کا ایک اہم پہلو: قیادت کو دعوت دینا

قرآن حکیم میں صراحت سے جس قدر انبیاء کرامؑ کا تذکرہ ہے[28] ان میں سے اکثر و بیشتر کی دعوت کے مخاطب وقت کی قیادت اور اصحاب اقتدار رہے ہیں۔ چنانچہ سیدنا ابراہیمؑ اور سیدنا موسیٰؑ وہارونؑ اور سیدنا یوسفؑ ، حضرت سلیمانؑ، حضرت داودؑ، حضرت شعیبؑ، حضرت لوطؑ، حضرت عیسیٰؑ اور جناب نبی کریم ﷺ سب نے اپنے اپنے زمانہ کی قیادت کو محل دعوت بنایا ہے۔ انبیاء کرامؑ حکیم و دانا ہونے کے ساتھ ساتھ زمینی حقائق کو بھی بخوبی جانتے تھے۔ انہیں یہ بات پوری طرح معلوم تھی کہ عوام کی سوچ و فکر دل و دماغ، عمل و حرکت، رسوم و رواج، عادات و مزاج پر ان کے راہنماؤں، لیڈروں اور قرآنی اصطلاح کے مطابق (الملاء) کا کنٹرول ہوتا ہے۔ افراد کا عمومی طور پر اپنا کوئی خاص نقطہ نظر نہیں ہوتا بلکہ سوچ و فکر اور اس کے نتیجہ میں عمل و افعال پر اصل اثر قوم کے لیڈروں کا ہوتا ہے۔ اس لیے لوگوں کو مسخر کرنے سے قبل ان کے راہنماؤں کی اصلاح ضروری ہے۔ اس لیے تمام انبیاء کرام نے سوسائٹی کے اس طبقہ Segment کو خاص طور پر اپنی دعوتی حکمت عملی اور سرگرمیوں کا حصہ بناتا ہے۔ چنانچہ انبیاءؑ کی قیادت کو دعوت کے مقاصد میں یہ بات بھی شامل تھی کہ رفق و نرمی، عفو در گزر، عقل و دانش، جرأت و بہادری، حکمت و دانائی، شجاعت، ملک کی حفاظت، ایفائے عہد، جان نثاری، خیر خواہی، احساس جواب دہی، خدمت خلق، احساس مساوات و برابری، قانون کی حکمرانی پر یقین، عوامی رابطہ کا احساس، عوامی مسائل کا حل،

یکساں ترقی کے مواقع مہیا کرنا، قومی اتحاد و یگانگت پیدا کرنے کا خواہاں جیسی صفات کے حاملین قائدین پیدا ہوں۔[29]

اور ایک ایسا معاشرہ تشکیل پائے جس میں انسانیت کے بنیادی حقوق، جنہیں مقاصد الشریعہ[30] کہا جاتا ہے، عدل و انصاف، امن وامان، صحیح قانون سازی اور نظام شوریٰ، مساوات، عقائد و نصب العین کی پاسداری، حاکمیت الہٰی کا تصور، اخوت و بھائی چارہ، امانت و دیانت، نظم و ضبط، رعایا کا اعتماد، علم و دانش کا بول بالا ہو اور باہمی نفرت و عداوت، ظلم و ستم، تشدد و تصادم، معاشرتی رذائل، رنگ و نسل، لسانی، گروہی اور جغرافیائی عصبیتوں کا خاتمہ ہو۔ چنانچہ ذیل کی سطور میں اس بات کا مختصراً تذکرہ ہے کہ انبیائے کرامؑ نے کس طرح اس طبقہ کو اپنی دعوت میں خاص طور پر مخاطب بنایا۔

حضرت نوحؑ کی دعوتی حکمت عملی

حضرت نوحؑ نے اپنی قوم کے ملاء / مقتدرہ اور حکمران طبقہ کو خطاب کیا۔[31] اور انہیں حق کے قبول کرنے کی طرف متوجہ کیا لیکن اس طبقہ کی طرف سے آپ کو شدید مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ آپ طویل زمانے تک انہیں راہ راست پر لانے کی جستجو میں لگے رہے لیکن انکی طرف سے کوئی مثبت جواب نہ ملا تو خدائی اشارہ سے آپ نے ان کی بربادی کی بد دعا کی جس کے نتیجہ میں شر کا مرکز یہ طبقہ تباہ و برباد ہوا۔[32]

حضرت ھودؑ کی دعوتی حکمت عملی

سیدنا ھودؑ نے بھی اپنی دعوت و فکر کا مخاطب اپنے زمانہ کی مقتدرہ کو بنایا اور اپنی محنت کا مرکز الملاء کو چنا۔ اپنے شب و روز کی کوشش سے انہیں تبدیل کرنے کی پالیسی اپنائی لیکن حضرت ھودؑ کو بھی اس طبقہ کی طرف سے اچھا جواب Response نہیں ملا بلکہ الملاء اور حکمران طبقہ نے آپ پر دیگر الزام تراشوں کے ساتھ ساتھ آپ کی دماغی حالت پر اعتراض کر دیا تا کہ عوام کو آپ سے بد دل کر سکیں۔ اس طبقہ اور ان کی قوم کا انجام بھی اچھا نہ ہوا۔[33]

حضرت صالحؑ کی دعوتی حکمت عملی

حضرت صالحؑ نے بھی اپنی قوم کے عوام کے ساتھ ساتھ حکمران طبقہ اور قیادت کو حق اور حقیقت کی طرف متوجہ کرنے کی کوشش کی اور معاشرے تبدیلی کے لیے خاص طور پر قیادت کو اپنی دعوت کا مخاطب بنایا اور اپنے وژن کی تکمیل کے لیے ان سے معاونت چاہی لیکن اس طبقہ نے آپ کو سخت مایوس کیا اور برملا آپؑ کی دعوت کو ٹھکرا دیا[34] بلکہ اس طبقہ نے عوام کو صالحؑ کی دعوت و فکر سے گمراہ کرنے کی بھرپور Campaign چلائی اور آپ کی دعوت کے اثرات کو ختم کرنے یا کم کرنے پر پورا زور صرف کیا۔

حضرت ابراہیمؑ کی دعوتی حکمت عملی

حضرت ابراہیمؑ کی دعوتی سرگرمیوں میں جس اہم شخصیت سے آپ کا واسطہ پڑا۔ وہ اپنے زمانہ اور سوسائٹی کا الملاء ہی تھا جو صرف حکمران نہیں بلکہ اپنے خود ساختہ زعم میں ہر سیاہ و سفید کا مالک تھا۔ آپؑ نے اس کی تربیت کی بھرپور کوشش کی۔ حسب توقع آپ کو اس کی طرف سے مناسب جواب نہیں ملا۔[35] بت کدوں کے وارثوں اور کفر و شرک کے لیڈروں نے آپ کو شہید کرنے کا بھرپور بندوبست کیا لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو محفوظ رکھا۔[36]

حضرت لوطؑ کی دعوتی حکمت عملی

حضرت لوطؑ نے بھی اپنی قوم کے خوش حال طبقہ کو مخاطب بنایا جو فحاشی، عریانی، بے راہ روی، ہم جنس پرستی اور اندھی شہوات میں قوم کو دھکیلنے کی مرکزی پوزیشن پر تھا اور اس طبقہ کی سوسائٹی میں مضبوط پوزیشن تھی ان کی کھلم کھلا بغاوت و بے حیائی پر عوام سوائے خاموشی کے کچھ نہیں کرسکتی تھی۔ [37] قوم کی یہ حالت ان کے فقر و افلاس اور حکمران طبقہ کی طاقت کی وجہ سے تھی۔

حضرت شعیبؑ کی دعوتی حکمت عملی

حضرت شعیبؑ نے بھی اپنے قوم کے خوش حال، مالدار، سرمایہ کار، حکمران اور سیاستدان طبقہ کو مخاطب بنایا۔ مال و دولت، طاقت و اختیار اور قتدار و حکمرانی کے نشہ میں چور اس طبقہ کو راہ راست پر لانے کی کوشش کی اور انہیں دھوکہ دہی، فراڈ، غبن، معاشی ڈکیتی جیسے جرائم سے باز رہنے کی تلقین کی لیکن اس طبقہ نے آپ کو سخت جواب دیا۔ [38]

حضرت موسیٰؑ وہارونؑ کی دعوتی حکمت عملی

حضرت موسیٰؑ وہارونؑ کی نبوت کے بعد پہلی اور بنیادی ذمہ داری اور Assignment ان کے زمانے کے حکمران طبقہ قیادت اور لیڈروں کی اصلاح تھی۔ حضرت موسیٰؑ وہارونؑ کی پوری زندگی انقلابی اور سیاسی کشمکش میں گذری۔ عوام کی اصلاح کے ساتھ ساتھ آپ حضرات کا بڑا وقت مقتدرہ کو راہ راست پر لانے میں صرف ہوا۔ فرعون، ہامان، قارون بیک وقت اقتدار، فیصلہ سازی اور سرمایہ داری کے Symbol تھے۔ [39] آپ حضرات انہیں مسلسل حق و سچ سمجھاتے رہے لیکن نہ تو قیادت سیدھی راہ پر چلی اور نہ اپنی عوام کو چلنے دیا بلکہ خوف ناک انجام کے خود مستحق اپنی عوام کو بھی اس میں جھونک دیا۔ [40]

حضرت یوسفؑ کی دعوتی حکمت عملی

حضرت یوسفؑ کی سیرت کا ایک اہم باب اپنے زمانہ کی مقتدرہ اور الملاء کی اصلاح سے متعلق ہے جس کے مثبت ثمرات ساری موقوف خدا نے سمیٹے۔ [41]

حضرت سلیمانؑ کی دعوتی حکمت عملی

حضرت سلیمانؑ کی سیرت سے متعلقہ جتنی مہمات ہیں ان میں ملکہ بلقیس کو دعوت حق ایک اہم سرگرمی ہے۔ ان کی طرف سے مثبت جواب سے خود انہوں نے اور ان کی قوم نے بہترین ثمرات حاصل کیے۔ [42]

نبی کریم ﷺ کی دعوتی حکمت عملی

نبی کریم ﷺ کی دعوتی سرگرمیوں کی تفصیلات میں الملاء / سرداران قریش / طائف کے لیڈر / مدینہ طیبہ میں اوس و خزرج کے امراء، اطراف عالم کے سربراہان اور حکمران طبقہ کو بذریعہ خطوط کو خطاب کرنا اہم ترین حصہ ہے۔ چنانچہ

وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ[43] عَبَسَ وَتَوَلَّى[44] عُتُلٍّ بَعْدَ ذَلِكَ زَنِيمٍ[45] وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ[46] وَإِذْ قَالُوا اللَّهُمَّ إِنْ كَانَ هَذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ[47] الَّذِينَ يَلْمِزُونَ

الْمُطَّوِّعِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فِي الصَّدَقَاتِ [48] وَلَا تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا[49] لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَى مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِنْهُمْ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ[50] وَضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ آمِنَةً مُطْمَئِنَّةً[51] وَقَالُوا لَنْ نُؤْمِنَ لَكَ حَتَّى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْأَرْضِ يَنْبُوعًا [52] أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوتَيَنَّ مَالًا وَوَلَدًا[53] غُلِبَتِ الرُّومُ[54] وَمَا أَرْسَلْنَا فِي قَرْيَةٍ مِنْ نَذِيرٍ إِلَّا قَالَ مُتْرَفُوهَا[55] إِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّومِ[56] فَذَكِّرْ فَمَا أَنْتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَلَا مَجْنُونٍ[57] سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ[58]

وغیرہ قرآن حکیم کے وہ واقعات ہیں جن میں آپ ﷺ کے زمانہ کی قیادت کا ذکر ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سابقہ انبیائے کرامؑ کی طرح آپ کی حکمت عملی کا ایک اہم حصہ مقتدرہ، قیادت اور حکمران طبقہ کو خطاب کرنا تھا۔

انبیاء کرام کو قیادت کی طرف سے جواب

انبیاء کرامؑ میں سوائے چند کے بقیہ تمام کو اپنے زمانہ کی قیادت / مقتدرہ کی طرف سے سخت مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ زبانی کلامی مخالفت سے بڑھ کر تشدد اور قتل تک کے حادثات واقع ہوئے۔ اس مخالفت کے کئی انفرادی اسباب ہونے کے ساتھ ساتھ عمومی طور پر درج ذیل ایسے اسباب تھے جو سب میں مشترک تھے۔ اس زمانہ کی قیادت بخوبی سمجھ رہی تھی کہ نبوی دعوت کی قبولیت کی صورت میں ان سے ان کا اقتدار اعلیٰ فرق مراتب، خود ساختہ آزادی، اختیارات کا خاتمہ، مفاد پرستی کا خاتمہ، معاشرتی اور خاندانی روایات ورسوم کا خاتمہ، مساوات وغیرہ۔ اس کے ساتھ ساتھ تمام برائیاں جن کے وہ عادی ہو چکے تھے انہیں چھوڑنا پڑے گا۔ کبر و نخوت بڑائی، ظلم و ستم اور شرک و بدعت کے تمام طور طریقوں سے تائب ہونا پڑے گا۔ حقوق کی ادائیگی ان کے ذمہ ضروری ہوگی۔ بحیثیت انسان سوسائٹی میں ان کی کوئی انفرادی اور امتیازی شان نہیں ہوگی۔ عدل و انصاف کے تمام اصول اپنانے ہوں گے اور تقویٰ و دیانت داری کے علاوہ کوئی چیز انہیں معاشرہ میں اہمیت نہیں دلا سکے گی۔ شریعت اور اسک علاوہ دیگر چیزیں ان کے لیے ناقابل قبول تھیں۔ اس لیے انہوں نے ان مقدس و معزز ہستیوں کی مخالفت کی اور ان کی قدر و منزلت نہ کر سکے۔

قیادت پر انبیاء کرامؑ کی دعوت کے اثرات ونتائج

قرآن حکیم کی بیان کردہ اقوام عالم کی تاریخ کی روشنی میں یہ بات نمایاں ہے کہ جس قیادت نے ان کی دعوت پر توجہ نہیں دی اور قبول کرنے کی بجائے مخالفت کی تو وہ قیادت اور ان کے عوام کو دنیا میں ہی سخت عذاب میں مبتلا کر دیا گیا جیسے قوم نوح، قوم ھود، قوم صالح، قوم شعیب، قوم لوط، قوم موسیٰ وہارون علیہم السلام اور ان کے برعکس جنہوں نے اس حقیقت کو سمجھا اور مفید جانا پھر قبول کیا۔ انہیں دنیا کے ساتھ ساتھ آخرت میں کامیابی وکامرانی نصیب ہوئی جس کے وعدے قرآن حکیم میں ہیں جیسے یوسفؑ کے زمانہ کی قیادت وعوام، داودؑ و سلیمانؑ [1] کی مخاطب قیادت اور نبی کریم ﷺ کے مخاطب اوس و خزرج کے قبائل کے سردار وغیرہ۔ [59]

مسلم قیادت پر عیسائی مشنریز کے اثرات کا تدارک وسدباب

مسلم قیادت اور لیڈر شپ کے بہت سارے افراد عیسائی مشنریز سے شعوری یا لاشعوری طور پر متاثر ہیں۔ بعض دفعہ جس طرح کسی مریض کو مرض میں مبتلا ہونے کے باوجود پتہ نہیں چلتا کہ وہ فلاں مرض میں مبتلا ہے اسی طرح مشنریز کے اثرات سے متاثرہ شخص کو بھی اس کا احساس نہیں ہوتا لیکن اس کی گفتگو، وضع قطع، فکر و خیال، طور طریقے، اقدار و رویے، معاملات و فیصلے وغیرہ سے باآسانی معلوم ہو جاتا ہے کہ ان اخلاق کا حامل شخص کسی ایسی چیز سے متاثر ہے کیونکہ مشنریز اپنے زیر اثر ہونے اور اثرات پیدا کرنے کا علان تو نہیں کرتی اور نہ ہی متاثر کرنے کے بعد کوئی سرٹیفیکیٹ ایشو کرتیں بلکہ آدمی کے ارادے اور سوچ و فکر سے ہی یہ حقیقت واضح ہو سکتی ہے۔ اس سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ مشنریز کی محنت کا ایک اہم میدان قیادت Leadership ہے اور اس کو متاثر کرنے کے لیے وہ ان کے دل و دماغ کو متاثر کرتے ہیں جن کی تاثیر متاثرہ شخص کے افعال و اقوال اور رویوں پر پڑتی ہے۔[60] لہٰذا ضروری ہے کہ ان اثرات کو زائل کیا جائے۔ خاص طور پر اگر وہ شخص اصحاب قیادت سے ہو تو اس کی فکر اور بھی زیادہ ضروری ہے کہ اس کے اثرات متعدی ہوتے ہیں۔ مشنریز کے اثرات کی روک تھام اور تدارک کا ممکنہ حل یہ ہو سکتا ہے:

1. سب سے پہلے یہ احساس و سوچ پیدا کرنا کہ مشنریز کے مقاصد و اہدف خلاف دین و شرافت ہیں۔
2. دین کی بنیادی باتوں کا عقل و فہم کے ساتھ مکمل اور گہرا علم حاصل کرنا۔
3. دین کے بنیادی مآخذ Primary Sources کا صحیح فہم سے مطالعہ کرنا اور یہ معلوم کرنا کہ اصل مطلوب انسان کون ہے۔[61]
4. اسلاف و متقدمین کے فہم و دانش پر اعتماد کرنا اور ان کی تحقیقات سے استفادہ کرنا
5. خدا پرستی کے علاوہ پرستش کے تمام عنوانات سے اجتناب کرنا جیسے آباء پرستی، عقل پرستی، نفس پرستی وغیرہ
6. الحاد، تشکیک، لادینیت کے ذرائع واسباب سے اجتناب اور جواب دہی کا احساس پیدا کرنا
7. مرعوبیت، تقلید مغرب کے بجائے اسلام پر اعتماد و فخر اور اجتہادی شان سے امامت کی ذمہ داری قبول کرنا
8. تمام دنیوی معاملات میں مغرب و مشرق کی تحقیقات و ایجادات سے اپنی ضرورت کے مطابق بغیر مرعوبیت کے فائدہ اٹھانا
9. سیاست و سیادت، حکومت و انتظام، فیصلہ سازی و پالیسی سازی، تعلیم و تربیت اور دیگر فنون میں قرآن و سنت، اسوہ نبوی و صحابہ سے استفادہ کرنا
10. تزکیہ و اخلاق[62]، معاشرت و معاملات خالص اسلامی مزاج کی اتباع کرن، عصبیت، تفرقہ بازی کے بجائے اتفاق و یگانگت کا ماحول بنانا، حکمت و دانائی سے انسانی برادری سے مساوات کی بنیاد پر معاملات طے کرنا اور اپنے تمام انفرادی و اجتماعی امور میں نبوی طریقے کا لحاظ کرنا۔

حاصل بحث

اقوام عالم کی زندگی کے تمام پہلوؤں پر ان کی قیادت Leadership کے لاشعوری طور پر لازمی اثرات ہوتے ہیں ۔ قوموں کے عروج وزوال کی داستان کا مرکزی کردار قیادت ہوتی ہے۔ اقوام کے فکر و شعور، اعتقادات و نظریات سے لے کر معاشرت و معیشت، تمدن واخلاق، تعلیم و تربیت، داخلی وخارجی تعلقات کی بہتری اور امن وامان وغیرہ سب کا تعلق قیادت سے ہوتا ہے۔ افراد کی حیثیت اگر دست وبازو کی ہو تو قیادت کی حیثیت دل ودماغ اور اعضاء رئیسہ کی ہوتی ہے۔ اسی لیے قوموں کی تسخیر کے لیے ہمیشہ سے قیادت کی تسخیر کو لازمی سمجھا جاتا ہے۔ انبیاء کرام کی حکیمانہ شخصیات کو بھی اس حقیقت کا ادراک تھا اس لیے انہوں نے اپنے اپنے زمانے کی قیادت کو اپنی دعوت میں مرکزی حصہ بنایا۔ قرآن حکیم نے جن انبیاء کرام کا صراحتاً تذکرہ کیا ہے ان سب نے اپنے زمانہ کی قیادت کی تربیت کی بھرپور سعی کی۔ ان کی دعوت کے مثبت نتائج کے ثمرات تمام مخلوق خدا نے دیکھے اور منفی جواب کی صورت میں قومیں اپنی قیادت سمیت نشانہ عبرت بن گئیں۔ قیادت کو مسخر کرنے کا اصول اب بھی جاری ہے چنانچہ مغربیت اور اس کی معاون تمام تحریکوں کی پالیسی کا ایک مشترکہ نقطہ تسخیر قیادت ہے جس کے نتائج واثرات مسلم قیادتوں میں ، یک مذہبی رجحانات، وسیع المشربی کا ذوق، اسلام کی دقیانوسی کا تصور، غیرت و حمیت ایمانی میں کمزوری، روحانیت کی عدم ضرورت کا خیال، معاصر تمدنی ، تہذیبی ، معاشرتی ، سیاسی ، معاشی سرگرمیوں میں اسلام کی تعلیمات کے فقدان و کمزوری کا تصور،، اسلامی طرز حیات سے نفرت، عقل پرستی، الحاد، تشکیک، دین کی طے کردہ حدود سے تجاوز کرتی وسعت خیالی، فکر و نظر میں تقلید مغرب، یہودیت و نصرانیت سے عدم تنفر کی صورت میں نمایاں طور پر دیکھے جاسکتے ہیں۔ مسلم قیادت کے لیے ضروری ہے کہ وہ اور پھر ان کے ذریعے ان کی عوام ان مضر اثرات سے بچنے کے لیے انبیاء کرام کی دعوتی حکمت عملی کو سمجھیں اور ان کی طرف سے قیادت کے لیے مہیا کردہ رہنما اصول اپنائیں اور ان کے ذریعے ملنے والی ہدایات اور اصول سیاست و قیادت کو اپنائیں تاکہ ان کے ساتھ ان کی عوام بھی فلاح و کامیابی حاصل کرسکیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حواشی واحوالہ جات

[1] قوم کی تعمیر وترقی میں قیادت ہی کا بنیادی کردار ہوتا ہے۔ تاریخ کے مطالعہ سے اس بات کی تصدیق ہو جاتی ہے کہ ماضی میں جن اقوام نے ترقی کی اور عرصہ تک علمی وتہذیبی طور پر دنیا پر راج کیا، ان اقوام کی پشت پہ مضبوط اور مخلص قیادت ملتی ہے مثلاً قوم سبا کی ترقی کا راز ملکہ سبا تھیں، اسی طرح ذوالقرنین جس نے مشرق سے مغرب تک کا سفر کیا اور اپنی قوم کو یاجوج ماجوج کی شرانگیزیوں سے محفوظ کر دیا۔ عصر حاضر میں ترقی یافتہ اقوام کی کامیابی کے پیچھے بھی مضبوط قیادت کارفرماہیں۔ اس سلسلے میں موجودہ موجودہ چائنا کی مثال دی جاسکتی ہے جس کو بام عروج تک پہنچانے میں ماوزے تنگ جیسے زیرک و مخلص قائد کی شبانہ روز محنت ہمیں نظر آتی ہے۔

[2] رازی، محمد بن ابی بکر۔ مختار الصحاح، محقق: یوسف الشیخ محمد (بیروت: المکتبہ العصریہ، 1999ء)، ص 262

Rāzi, Mūḥammad bin ābi Bakr. Mūẖtār āl Shḥāḥ, edit: Yūwsūf āl Šaiẖ Mūḥammad- (Berwt: āl Maktabah ālʿaṣr,1999), p 262

[3] رازی، محمد بن ابی بکر۔ مختار الصحاح، محقق: یوسف الشیخ محمد (بیروت: المکتبہ العصریہ، 1999ء)، ص 262

Rāzi, Mūḥammad bin ābi Bakr. Mūẖtār āl Shḥāḥ, edit: Yūwsūf āl Šaiẖ Mūḥammad (Berwt: āl Maktabah āl῾aṣr,1999), 263

[4] فیروزالدین، مولانا۔ فیروز اللغات(لاہور: فیروز سنز، 2005)۔ ص1025

Ferūwz āl Diyn, Mawlānā- Ferūwz āl lūġāt- (Lāhūwr: Ferūwz sons, 2005),p 1025

[5] متعلقہ آیات حسب ترتیب ملاحظہ ہوں: ص26:38، یوسف43:12، نساء83:4، مومن23:40 ، مائدہ12:5، بقرہ124:2، اعراف7 :60

[6] https://www.ajkiduniya99.in/2020/08/Missionary-kiya-hai.html

[7] https://www.ajkiduniya99.in/2020/08/Missionary-kiya-hai.html

[8] https://www.britannica.com/topic/Christianity/Third-transition-to-1950

[9] https://www.ajkiduniya99.in/2020/08/Missionary-kiya-hai.html

[10] http://darululoom-deoband.com/urdu/articles/tmp/1397019339%2007 Esai%20Missionary%20Schools_MDU_6_June_10.htm

[11] Latourette, Kenneth Scott. "The Christian Missionary Movement of the Nineteenth and Twentieth Centuries: Some Peculiar and General Characteristics." *The Catholic Historical Review* 23, no. 2 (1937): 153–59. http://www.jstor.org/stable/25013582.

[12] Latourette, Kenneth Scott. "The Christian Missionary Movement of the Nineteenth and Twentieth Centuries: Some Peculiar and General Characteristics." *The Catholic Historical Review* 23, no. 2 (1937): 153–59. http://www.jstor.org/stable/25013582.

[13] عیسائی مشنریز کی کامیابی کے متعدد اسباب میں سے چند یہ ہیں۔ ۱۔ عمومی طور پر مسلمانوں کا دین کی بنیادوں سے عدم آگاہی ۲۔ جہالت ۳۔ غیرت ایمانی میں ضعف ۴۔ دنیوی لالچ و حرص ۵۔ اغیار کی نقالی کا شوق ۶۔ اپنی تعریف و توصیف کا شوق / حب جاہ ۷۔ شہرت و تن آسانی کے مواقع کا متمنی ہونا ۸۔ کردار واخلاق کا ضعف ۹۔ نادانی و بے توجہی ۱۰۔ دین سے طبعی نفرت و بے زاری

[14] ملکی و بین الا قوامی سطح، مکالمہ بین المذاہب، مقصد جہاد و تزکیہ اور اسی طرح بہت ساری فروعی مسائل پر بحث و مباحثہ کے پس پردہ بھی کچھ اس طرح کی قوتیں غیر محسوس طریقہ سے کام کر رہی ہوتی ہیں۔

[15] عیسائی مشنریز کے خلاف اسلام مقاصد واہداف کے لیے بہت ساری غیر منقول کاموں کے ساتھ ساتھ کچھ کام بہر حال مفید بھی ہیں جس کا اقرار وستائش میں بخل مناسب نہیں جیسے غربت، تحقیق وغیرہ

[16] مبارکپوری۔ صفی الرحمٰن، الرحیق المختوم (لاہور: مکتبہ سلفیہ، 2002ء)، ص114

Mūbārakpūwri, Ṣafi āl Raḥm ّān, Āl Raḥyq āl Maẖtūwm- (Lāhore: Maktabah Salfiyah, 2002), 114

[17] نحل16 :125

Nahal 16: 125

[18] ابو داود، سلیمان بن اشعث۔ السنن۔ کتاب القضاء، باب اجتہاد الرای فی القضاء، حدیث3592

Ābū Dāw ٗūd, Sūlaimān bin Āš῾at̠. āl Sūnan- Riaḍ: Dār āl Salām, 1999. Kitāb āl Qaḍā᾽, Bāb āiğtihād āl Rāi fi āl Qaḍā᾽, 3592

[19] بخاری، محمد بن اسماعیل۔ الجامع الصحیح۔ کتاب الاحکام، باب فضائل العافی وھو غضبان، حدیث7158

Būẖāri, Mūḥammad bin āismā῾il- āl ğāmi῾ āl Ṣaḥiḥ. Kitāb āl Āḥkām, Bāb Faḍāil āl Āāfi wa hūwa Ġaḍbān. 7158

[20] حج78:22

Ḥağ 22: 87

[21] بقرہ2: 256

Āl Baqaraẗ 2: 256

22 مبارکپوری، صفی الرحمٰن۔ الرحیق المختوم (لاہور: مکتبہ سلفیہ، 2002ء)، ص573,572

Mūbārakpūwri, Ṣafi āl Raḥmٰān, Āl Raḥyq āl Maẖtūwm- (Lāhore: Maktabah Salfiyah, 2002), 572, 573

23 عثمانی، مفتی محمد شفیع۔ معارف القرآن (کراچی: مکتبہ معارف القرآن، 2008ء)، 85/2

ʿūṯmāni, Mūfti Mūḥammad Šafyʿ. Maʿārif āl Qūrʾān. (Karachi: Maktabah Maʿārif āl Qūrʾān, 2008), 2/ 85

24 طہ 43:44

Ṭāhā 44: 43

25 ابو داود، سلیمان بن اشعث۔ السنن۔ کتاب الادب، باب ماجاء فی الشعر، حدیث 5011

Ābū Dāwٔūd, Sūlaimān bin Āšʿaṯ. āl Sūnan. Kitāb āl Ādab, Bāb Mā Jā fi āl Šiʿr. 5011

ان کے علاوہ خوش طبعی، محبت و خلوص، عملیت پسندی، استقامت، خیر خواہی، جہد مسلسل، عالی فکری، بر داشت و وقار، متانت و تحمل بھی مشترکہ اصول میں سے ہیں۔

26 بقرہ 119:2، سبا 28:34، فاطر 24:35، فصلت 4:41

Āl Baqaraẗ 2: 119, Sabāʾ 34: 28, Fāṭir 24: 35, Fūṣṣilat 4: 41

27 ابو داود، سلیمان بن اشعث۔ السنن۔ کتاب الادب، باب فی تنزیل الناس منازلھم، حدیث 4842

Ābū Dāwٔūd, Sūlaimān bin Āšʿaṯ. āl Sūnan. Kitāb āl Ādab, Bāb fi tanzil āl Nās Manāzilahūm. 4842

28 قرآن حکیم میں حضرت آدم، نوح، ادریس، ہود، صالح، ابراہیم، اسماعیل، اسحاق، لوط، شعیب، یعقوب، یوسف، موسیٰ، ہارون، یونس، داود، سلیمان، ایوب، ذوالکفل، الیاس، زکریا، یحییٰ، عیسیٰ اور محمد علیہم الصلوٰۃ والسلام کا تذکرہ آیا ہے۔ حوالہ کے لیے ذیل کی آیات لاحظہ ہوں۔ انعام 6:83-86، محمد 02:47، صافات 123:37، ص 38:41-48، انبیاء 83:21، مریم 56:19، یوسف 6,4:12

Yūwsūf 12: 4,6

29 قائد کی صفات کے حوالہ جات حسب ذیل ہیں۔ بقرہ 2:40, 269، نمل 20:27،

Āl Baqaraẗ 2: 269, Namal 27: 20

بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الجہاد، باب الجہاد من الایمان، وباب الشجاعۃ فی الحرب، حدیث 2820،

Būẖāri, Mūḥammad bin āismāʿil, āl Ğāmiʿ āl Ṣaḥiḥ, Kitāb āl Ğihād, Bāb āl Ğihād minal Imān, 2820

مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، کتاب الجہاد، باب فقیہ الامام العادل، حدیث 8284

Mūslim bin Ḥağāğ, āl Ğāmiʿ āl Ṣaḥiḥ, Kitāb āl Ğihād, Bāb faqih āl Imām ālʿādil, 8284

زمخشری، محمود بن عمر۔ الکشاف (بیروت: دار الکتب العلمیہ، س ن)، 19/1

Zamaẖšari, Mūḥammūwd bin ʿūmar- āl Kašāf- (Berūt: Dār āl Kūtūb ālʿalamiyah, nd), 1/19

30 تحفظ دین، تحفظ عقل، تحفظ جان، تحفظ نسل اور تحفظ مال

31 اعراف 7: 59, 63 نیز ہود 26:11 تا 28

Āʿrāf 7: 63, 59, Hūwd11: 26, 27, 28

32 نوح 26:71 تا 28

Nūwḥ 71: 26-28

[33]اعراف7: 66تا 70، ھود11:50تا60

Āʿrāf 7: 66-70, Hūwd11: 50-60

[34]اعراف7:74تا79

Āʿrāf 7: 74-79

[35]بقرہ2:258

Āl Baqaraẗ 2: 258

[36]انبیاء21 :68تا 70

Āmbiyāʾ 21: 68-70

[37]ھود11:76تا 82

Hūwd11: 76-82

[38]ھود11: 84تا 92

Hūwd11: 84-92

[39]قصص12: 37تا40، مومن40:22,23،36،37

Qaṣaṣ 12: 37-40, Mūwmin 40: 22, 23, 36, 37

[40]قصص12:76تا81، ھود11:96تا99

Qaṣaṣ 12: 76-81, Hūwd11: 96-99

[41]یوسف12:55, 56

Yūwsūf 12: 55, 56

[42]نمل27:27تا44

Namal 27: 27-44

[43]شعراء26:214

Šūʿarāʾ 26: 214

[44]عبس80:1تا10

ʿabas 80: 1-10

[45]القلم68 :12تا15

Āl Qalam 68: 12-15

[46]انعام6:52

Ānʿām 6: 52

[47]انفال8:32

Ānfāl 8: 32

[48]توبہ9:79

Taūbaẗ 9: 97

[49]توبہ9:84

Taūbaẗ 9: 97

[50]حجر15:88

Ḥağar 15: 88

[51]نحل16:112

Nahal 16: 112

[52] بنی اسرائیل 17:90تا93

Bani Isrāiyil 17: 90-93

[53] مریم 19:77

Maryam 19: 77

[54] روم 30:2

Raūm 30: 2

[55] سبا 34:34

Sabāʾ 34: 34

[56] دخان 44:43,44

Āl Dūẖān 44: 4, 44

[57] طور 52:29,30

Ṭūwr 52: 29,30

[58] قمر 54:45

Āl Qamar 54: 45

[59] منصور پوری، قاضی سلیمان۔ رحمۃ للعالمین (لاہور: مکتبہ اسلامیہ، 2013ء)، 1/94

Manṣūwrpūri, Qāḍi sūlaimān- Raḥmaẗ allilʿālamiyn -(Lahore: Maktabah ās Salām, 2013), 1/94

[60] ڈاکٹر سعید احمد، محمد سرور، "محل تفکر و تعقل، انسانی دل یا دماغ: تعارف و تجزیہ" القلم، جلد 27، شمارہ 1 (جون)، 302

Dr. Saiyd Āḥmad, Mūhammad Sarwar, "Centre of Thinking, Human Heart or Brain: Introduction and Analysis", Āl Qalam vol 27, Issue1 (June), 302

[61] تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو مصنفین کی زیر طبع کتاب ، **اللہ تعالیٰ کا مطلوب انسان: قرآن و سنت کی روشنی میں**

[62] یہ حقیقت تو واضح ہے کہ انسانی بدن میں دل و دماغ ہی ایسے اعضاء ہیں جن کا تمام بدن پر کنٹرول ہے۔ البتہ انسان اصلاً کس کے تابع ہے یہ ایک علمی اختلافی مسئلہ ہے جس پر راقم نے سیر حاصل بحث کی ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو:

ڈاکٹر سعید احمد، محمد سرور، "محل تفکر و تعقل، انسانی دل یا دماغ: تعارف و تجزیہ" القلم، جلد 27، شمارہ 1 (جون)، 302

Dr. Saeed Āḥmad, Mūhammad Sarwar, "Centre of Thinking, Human Heart or Brain: Introduction and Analysis", Āl Qalam vol 27, Issue1 (June), 302